REGISTERED NO. A 783



M. B. Khan Artist

قیمت فی پرچہ ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپکر شائع ہوا

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی عہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور وہ توں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے حسب مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو بعد ختم مدت مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کتاب دیکھنے یا پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ بطور سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام ورم [illegible] قدمی کو شش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) ہر تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خورد ہوجاتا ہے لیکن یہ سنا وہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دستخط پر نیا نسخہ فقیر خود نہیں بھیج سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا ہمیشہ تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے۔ اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلک پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۲۶

مضامین غیر

(۲۱ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء)

بوالحسین بنام مرزا عظیم بیگ چغتائی بی اے ایل ایل بی علیگ

سیدھے لوگوں سے بھی بحث ہو گئی بی ستی
کیا بُرا ہو تم تمھاری بھی اچھی بی ستی

مرزا جی - تم کوئی پہلے شخص نہیں ہو جس نے پردے سے نقاب پر جوش کی ہو۔ یہ قصہ بہت پرانا ہے جب سے نام کے مسلمان لندن اور یورپ گئے انھوں نے وہاں دھرتیں کھائیں وہاں کی چنچل پریوں سے پرگت دانے کا لطف اُٹھایا ایک آدھ کسی میم کو وہاں سے ساتھ لا کے بے پردگی اور بے قیدی کا گرگٹ رنگ کے مزے رسنے لگے اسوقت سے انکی مت لیٹی۔ جیلے حوالے ڈھونڈنے پر کمر باندھی کسی نے تفسیر کی کتابیں دیکھیں کسی نے حدیث میں اپنے مطلب کی کھوج لگائی اور بکنا شروع کیا کہ خدا غارت کرے ان مولویوں کو جنھوں نے اسلام کا نام خراب کر رکھا ہے ائیں دیکھو تو سہی پردے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں انھوں نے عورتوں کو پردے میں بٹھا کے ترقی پر نیستی کا ہل چلا دیا۔

بے نقاب بیگم ایسے ہی مردودوں میں سے ایک کی بی بی ہیں خدا رکھے میری بات کا بُرا نہیں مانتیں جو میرا جی چاہتا ہے انھیں کہہ لیتی ہوں اور ڈپٹ بھی لیتی ہوں۔ مرزا جی یہ بازار کی لگائی کی حق تم نے اپنے اوپہلی تم نے بیکار ریچھے پھر کے دیکھا۔ اے میں تو دو دن سے برابر خط لکھتی ہوں تمھیں آج خبر ہوئی؟ خیر اب تم نے خواہ مخواہ بحث بات چیت شروع کی ہے تو بندی آپ بھی جنتی ہوں۔ خوب جانتی ہوں کہ تمھاری کتاب میں جا بجا چھپی نہیں کیا لکھا ہو گا۔ بندی نے چار گرنتہ تم سے بڑھ ہی کھا ڈالے ہیں۔ مسلمان جہاں

مسلمانوں میں رہتی جاہل مولویوں کی باتیں بھی یاد ہیں اور تم لوگوں کی تقریریں بھی سنی ہیں کسی بات کی خدا کے صدقے سے کمی رکھی ہیں نہیں۔

مولانا اودھ پنچ سے جو تم نے دل لگی کی بات پر بڑا ماننے کی شکایت کی ہے ماشاءاللہ ان کے ہاتھ میں قلم ہے دماغ میں علم ہے دل میں نور ہے وہ خود جواب دینگے۔ اِن عورتوں کے بال کتروانے کے بارے میں مجھ بڑھیا کے سامنے جو تم نے ابوسلمہ اور ابن عباس کے قول صحیح مسلم سے پیش کیے ہیں انکا جواب میں دوں گی۔

سنو مرزا۔ جو بات نہ آتی ہو اُسمیں دخل نہ دینا چاہیے تم شاید عربوں کے ملک میں نہیں گئے اور گئے بھی تو تم نے وہاں کی عورتوں کو نہیں دیکھا۔ ان عورتوں کے لباس وضع قطع چال ڈھال میں رسول کے وقت سے لے کے آج تک کوئی فرق نہیں آیا وہی اوڑھنی جسے خمار کہتے ہیں اور جس کے گھونگھٹ مارنے کا حکم قرآن نے دیا ہے آج بھی وہاں موجود ہے چھوٹے بچے کی صورت دھا ہے دوسر نہیدا سر پر سے سرک جائے یا افلاس کے چیتھڑوں خمار میسر نہ ہو تو اسکا ذکر نہیں خمار ہی کا مذہب جزو علیحدہ ہے جسے عربیت نادیاں باہر نکلتے وقت منہ پر ڈال لیتی ہیں خیر یہ بحث تو پردے کے ساتھ ساتھ ہو گی یہاں میں بال کتروانے کی حدیث پر کچھ کہنا چاہتی ہوں لیجیے آج بھی وہاں کی عورتیں خوبصورتی کے لیے کنپٹی کے پاس کی دو لٹیں ترشتی اور کانوں کے نیچے ڈھکے گالوں پر زلف کی صورت میں چپکا لیتی ہیں یہ چیز اسقدر مشہور ہے یہ کاکل کا لام شاعروں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے شاد مرحوم کہتے ہیں۔

پھنس جاتا ہے دل عاشق کا خم اصلاح ہے کاکل کا
اسلام سے جو کاکل کا فرق ہے دوزی چہار نہیں

بالشت کانوں کے سوراخ سے نیچی اور لٹوں سے کچھ اونچی رہتی ہیں مرزا تمھیں خاک دھوکا ہوا جو اس دستور کو تم بالے رکھنے کا دستور سمجھ بیٹھے۔ تم اپنے سر کا پسینا ایڑی تک بہا دو تب بھی رسولؐ کے زمانے میں عرب کی عورتوں کا چوٹی کٹوا کے پٹے رکھنے کا رواج نہ ملے گا اور سے

بندہ خدا خدا سے ڈرو کنپٹی کے پاس والی ایک لٹ کا ذکر کے پاس تک لا کے ترشنا اور پٹے رکھوانا ایک ہی بات ہے؟ کیوں رسول کی عورتوں پر تہمت رکھتے ہو۔ بھلا رسول اللہ کی عورتیں بال کترواتیں اور امتی عورتوں کے سر پر بال رہ جاتے؟ ایک عورت بھی بولی کے گھرانے کا رواج اختیار نہ کرتی سب کی سب پٹے والیاں ہو جاتیں؟ واہ بے خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا میرے فرنگی محل کے بڑے مولوی صاحب سے پوچھا تھا وہ کہنے لگے ہم نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی۔ اول تو وہ حدیث ہے بھی نہیں کیونکہ رسول اللہ کا قول راوی نے نقل نہیں کیا بقول تمھارے ابوسلمہ کا قول ہے اور جب تک تم مستند سطر کا حوالہ نہ دو اسوقت تک میں اسے تمھارا قول سمجھی رہوں گی۔ چغتائی صاحب ذرا سنبھلے ہوئے بچھلن بہت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکا کھاؤ اور جنھیں خدا نے علم دیا ہے وہ ہنسیں۔ اللہ جانتا ہے بڑی عید ہو جائیگی۔ بار بار تم اپنی کتاب پر دھکیلتے ہو۔ جلدی سے چھپوا کے بھیجو اور تو پھر حال کھلے۔

دیکھو دو باتیں ہیں ایک تو اسلامی ملک کا رواج ہے۔ رواج کو شریعت سے کوئی لگاؤ نہیں وہ بدلتا رہتا ہے اور بدلتا رہے گا۔ دوسرے رسول اللہ کا حکم ہے وہی عین شریعت ہے اور اسی کسوٹی پر رواج کو سونا کسا جاتا ہے۔ کھوٹا ہوا تو دنیا دار لوگ نام دھرتے ہیں کھرا ہوا تو وہ مقبول ہوتا ہے۔ پردے کے بارے میں رواج کی بحث اور ہی درجے کی بحث ہے۔ مگر جی چاہ کرے جو کچھ حدیثوں میں ملا وہ تمھاری بیرنی کے بالکل خلاف ہے مگر ہیں ایک واقعہ اگر تم کہو رسالہ اپنے مطلب کے موافق مل جائے یا تم اسے گھما پھرا کے اپنے مطلب کے موافق بنا لو تو چاہے کالے صاحب کی اسپرٹ پھلیں کودیں ناچیں تھرکیں مگر شریعت اسے قبول نہیں کرے گی۔

اسی صحیح مسلم میں تمھیں ایسی حدیثیں ملیں گی جن سے ظاہر ہو گا کہ رسول اللہ کبھی اپنی بی بی سے باتیں کر رہے تھے کسی کا گزر اُدھر سے ہوا اور وہ یہ دیکھ کے جلدی جلدی راہ طے کرنے لگا تو رسول اللہ نے اسے

ڈک کی نظر دیا اور فرمایا یہ عورت میری زوجہ ہے۔ اس فقرے سے دو مطلب ظاہر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت لوگوں کی بدگوئی سے اپنا دامن بچانا چاہتے تھے کہ صاحب وہ تو غیر عورتوں سے سر جوڑے ہوئے اکیلے میں کھسر پھسر کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ اس طرح غیر عورت سے خلا ملا رکھنا مناسب نہیں۔ ہاں اللہ کی جانی ہوئی بہنی بیٹیوں کی دیکھی ہوئی چہرہ سے یوں بات چیت میں کوئی عیب نہیں۔ جنتا جی صاحب پھر تمہارا جو منشا ہے کہ پردہ نگوڑا اٹھا دیا جائے اور عورتیں مرجھاؤ منہ پھاڑ اور ہنکیاں بنی ہوئی مردوں کے ساتھ آنکھ مچولی دھب کھیلیں مرد غیر عورتوں سے ٹھٹھے کریں عورتیں غیر مردوں کو اپنے جوبن کی بہار دکھائیں یہ کیونکر پورا ہوگا۔

رسول نے اپنی بیٹی سے پوچھا تھا کیوں بیٹی عورت کی سب سے بڑی آن بان کیا ہے بیٹی نے عرض کی یہی کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے نہ کسی غیر مرد کی اس پر نگاہ پڑے بیٹی کا جواب سننے پر رسول نے بیٹی کو کلیجے سے لپٹا لیا اتنا خوش ہوئے۔ رسول اللہ تو خواتین کا زنانخانے میں رہنا بھی پسند نہ کرتے تھے کیونکہ ڈھیا ہے بچپنا ہے مرد۔ [illegible] مرزا تمہارا اس بات کے کہنے سے مطلب کیا ہے یہی نہ کہ عورتیں گھر سے نکلیں کام کاج کریں اپنی آمدنی میں فرق نہ آئے مردوں کی آمدنی دو محفلوں کی رونق بڑھائیں جوانی کا شکار کھیلیں نیا فیشن اختیار کریں گھر کی آرائش کا سلیقہ نہیں آنے کی دنیا کے کام کی بن جائیں تجارت کریں معاملے کریں۔ یہ سب مطلب پردہ اٹھائے بغیر پورے نہیں ہوتے اور یہی مطلب تم جیسے شوہروں سے

نکالنا چاہتے ہو۔ اور میرا یہ قول ہے کہ رسول کی سنت اور ان کے زمانہ سے اگر پردہ اٹھ بھی جائے تو یہ مطلب پورا نہیں ہو سکتا۔ سے آج ہی سے میں برقع چھوڑے کر دیا سلائی دکھا دیتی ہوں پردہ جائے چولہے میں مگر اس کا ثبوت میرے پاس کیا ہے کہ گھر والے صاحب گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتے روٹی کپڑا اولاد پیسا وہ سب کچھ دیتے ہیں ہر طرح کا آرام ہے دو وقت وقت نگیا نظر تکنا اور یہ سمجھیں جب مرضی ہے [illegible] اللہ کی رحمی ہوئی مامائیں ہیں جب یہ بالنا نہیں پڑتا گلا دینا میں نوکریں کھلائیں مونہہ دھوئیں ملنے والوں سے ان میں کوئی روک ٹوک نہیں وہ میرے گھر آتے ہیں میں ان کے گھر جاتی ہوں البتہ گرمی کی فصل میں باغ اور جنگل کی سیر کرتی ہوں پہاڑوں پر پھرتی ہوں۔ پڑھتی ہوں لکھتی ہوں کوئی سختی نہیں ہے یعنی ایک مرد کو خدا نے اپنی جورو کے جس قسم کی نیکی کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب ذرا پورے کرتا ہے وہ صرف ایک حق کا مطالبہ کرتا ہے کہ بے میری اجازت کے گھر سے قدم نہ نکالو یہ حق ہے جو اسے نکاح ہو جانے کے بعد خدا سے ملا ہے اس کے خلاف عمل کرنے سے روٹی کپڑے کا حق جاتا رہتا ہے نشوز یعنی شوہر کی نافرمانی اسی حق سے مراد ہے۔ یہ ساس نندوں کی اطاعت نہ کروں تو نافرمان نہیں شوہر کے پیسے کی نان

پکاؤں تو نافرمان نہیں بچہ نہ کھلاؤں تو نافرمان نہیں۔ بس دو باتوں سے نافرمان ہوتی ہوں ایک تو گھر ڈھی شرم کی بات ہے۔ دوسری یہی گھر سے باہر نکلنا۔ وہ بھی ذرا بدگمان۔ محبت کا جزو ہے بدگمانی۔ غیر مردوں سے خلا ملا رکھنے میں بدگمانی ضرور بڑھتی چاہیے تو تمہاری ایسی حالت میں گھر بگڑا یا رہا۔

مرزا۔ جب تک تم تمام مردوں کو یورپ والوں کی طرح بے غیرت اور بے حیا نہ بنا لو اس وقت تک تمہارے کہنے پر چلنے والیاں اپنے نصیبوں کو رو بیٹھی ہیں۔ تم نے یہ ذکر بھی بے چھیڑا ہے کہ ہم گھر میں جوتی اچھلتے ہیں ان جیسی جنگ کے میدان میں ایمان نہ ہوگا نہ غیرت نہ ہو شرم نہ ہو احتیاط نہ ہو۔ عورتیں گھر سے باہر نکل کے بچ نہیں سکتیں خصوصاً جب کہ ان کی روزی اللہ نے مردوں کے سپرد کر دی ہو اور انہیں گھر سے نکلنے کی ضرورت نہ ہو۔ مرزا صاحب بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بغیر فتنہ اور فساد کے ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا نچلے بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے جو لوگ شرع کو مکہ تھوڑے کا [illegible] بنانا چاہتے ہیں انکی یہی حالت ہے وہ مرزا بیدل کے اس شعر پر عمل کرتے ہیں

بس دل شکستہ ایم ز آسودہ خاطری
یارب کہ ما نشنے بلے آزار کس مباد

جس ملک میں [illegible] مسلمان [illegible] کے تعلیم ہو [illegible] غیرت نہ ہو [illegible] کام [illegible] ہوتی ہو ایک دوسرے کی [illegible] نہیں ہو کوئی تبلیغ کے بجائے پرائی عورتوں کو لے بھاگے



بائیں دیا ود بھی! اچھا رکھو تو سہی منہ میں کے دانت ہیں۔ اب جا کچھ فرق نہیں وہی اگلا سا حال ہے۔

کوئی خدمتی کی آدمی پنگھی جھلے کو بیکار سے جان مال کے ساتھ بھی دیکھیں۔ دست بچت ہے۔ ایک پیٹ بھرنے والے اور سبزباغ دکھا کے بھرے پالے ہوئے کر آگ لگا دیتے ہیں۔ دو دو کرنے میں عیب نہ ہو۔ وہاں اس قسم کے خیالوں کا پھیلانا بڑا اور بھر بڑا ہے۔ ایک گھر میں لڑکیاں کاڑھ کے روکھی سوکھی سے پیٹ بھرنے والی بیوہ بے وارث غریب جوان جہاں عورت مردہ لاش ہے جو اپنا بچاؤ گیدڑوں سے نہیں کر سکتی۔ کیسی تجارت کیسی تمہاری ترقی کیسا مال اور آبرو سے تو جان ہے۔ جیب پڑے وہ سونا جس سے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۔۔ سنہ ۱۹۔۔ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر ساکن مقام کچہری گورکھپور

برجموہن سنگھ ۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

چونکہ مدعی مذکور نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۔۔۔ کی ہے۔ لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۔۔۔ ماہ ۔۔۔ سنہ ۱۹۔۔ء بوقت ۱۰ بجے دن خود یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف کیا گیا ہو حاضر ہو اور جواب دعویٰ دو اور جس روز کہ تم کو حاضری کا حکم ہے وہی تاریخ انفصال قطعی مقدمہ کے لیے مقرر ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو جن کی شہادت پر تم کو اپنی جواب دہی میں اعتماد ہو۔ اور جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم کو استدلال کرنا ہو۔

متنبہ رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۔۔۔ ماہ ۔۔۔ سنہ ۱۹۔۔ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم [illegible]

اطلاع

اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی خوشی سے حاضر نہ ہوں گے تو تم عدالت ہذا سے سمن بنام ان کے جاری کرا سکتے ہو اور کسی گواہ کو حاضر کرانے کے لیے یا کسی دستاویز کے پیش کرانے کا تم کو استحقاق ہو تو سمن جاری کرانے کے واسطے درخواست مع خرچہ ضروری کے عدالت میں داخل کرو۔ اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت میں داخل کرو تاکہ ڈگری کا اجرا جو تمہاری ذات یا مال پر ہو سکتا ہے نہ ہو۔

مہر عدالت

مقصد حاضری جواب دہی اصل کچہری ۔۔ بجے سے ۔۔ بجے تک۔

نوش کان۔ گھر سے قدم نکال کے چڑیا پر یہاں بیٹھنا اور ہر لقمہ کے پیچھے پھیلی کے اپنے تئیں سپرد کرنا کون عورت گوارا کرے گا۔ خدا کی عنایت ہے کہ وہ ابھی تک اخلاق اور ایمان میں مردوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مرد اگر سو میں پچاس آوارہ ہیں تو عورتیں ہزار میں ایک۔ پہلے مردوں کے اخلاق درست کر لیجئے پھر اجازت دیجئے کہ گھر سے باہر نکلو۔

مردوں کا کلنک پن دیکھنا چاہو تو ہر گھر میں کچھ نکتے بیٹھے رنگ اپنی جورو کے نالائق ہوتے ہیں۔ گھر میں آئے اور لگے نکتہ چینیاں کرنے۔ ہائیں یہ تم یہاں کیا کھڑی ہوئیں۔ یہ کیوں کیا وہ کیوں کیا ہنسی کیوں ہنسنے میں دانت کیوں نکلے۔ آواز کیوں نکلی۔ کچھ اپنی بی بی کے یار ہوتے ہیں وہ بی بی میں زندگی کے وصف ڈھونڈتے ہیں ہر وقت بنی سنوری رہے چکن چھپی میں فرق نہ ہو۔ نخرے کرے عشق جتائے۔ یہ وفادار نہیں وہ بے وفائی کے زور زور کہاتے۔ یہ روٹھیں وہ منائے۔ یہ نہیں وہ جھکائے۔ یہ جھوٹ موٹ

ضمن قابل فروخت

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۵)

اجلاس مولوی شاہ عنایت عالم صاحب منصف اعظم گڑھ

نمبر مقدمہ ۱۰۱ سنہ ۱۹۔۔ء

عدالت منصف صاحب بہادر ضلع اعظم گڑھ

شیخ حیدر علی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

کبیر علی وغیرہ ۔۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہم

محمد شریف و محمد صدیق پسران کریم علی ساکنان موضع گھوسی تپہ ندوان پرگنہ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۔۔۔ کے دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۔۔ ماہ اگست سنہ ۱۹۔۔ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید جواب دہی کے استدلال پیش کرنا چاہتے ہو۔ تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۔۔ ماہ ۔۔ سنہ ۱۹۔۔ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط انگریزی حاکم [illegible]

ٹھیکریاں ہیں وہ نخرے اٹھائے۔ بال بچوں کی فکر بلے انھیں کے آگے ناگے ہیں گی۔ یہ اور جو بیوی کو رستہ کی بے مزہ ہے گھار ہے ناقدری ہے تعلیم سے خالی ہے۔ بعض آدمی بی بی کے دیا جان ہوتے ہیں ہر وقت اپنے تئیں بیچ دیتے ہیں کسی وقت اپنے وقار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ بی بی اگر کبھی پیار سے آگے بڑھانے پھر دوڑے جائیں کہ بڑی ہتک ہوئی ڈولی جوا کے بیچ میں پاؤں مارتی ہیں۔ ہر قصور پر سزا ہر غلطی پر بلکہ مار دھاڑ۔ خود ان کے سامنے بھی جو وہ بیٹے کا آنچل سینے سے سرک جائے تو سمجھیں کہ بس فاحشہ ہو گئی۔ کیا مجال جو "آپ" کی جگہ "تم" منہ سے نکلے۔ ادب قاعدہ کے خلاف ہے۔

بعض حال کے تعلیم یافتہ شخص جن کی گنتی بہت بڑھ گئی ہے جورو کو رزق کا ٹھیکرا اپنا گھر یا دست غیب کا محل سمجھتے ہیں۔ انھیں جورو کا دولت کا خزانہ سمجھنا چاہیے۔ یا اپنے گریجویٹ ہونے کا سیاہ داغ لگا مالدار لڑکی والوں کو پھانستے ہیں۔ وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ صاحب یہ بی اے ہیں ایم اے ہیں آج نہیں تو کل ترقی کر جائیں گے۔ کیا ٹھیکہ ٹھیک بیٹھتا ہے سونے کی چڑیا دام میں پھنس جاتی ہے ادھر پھنسی اور پر کتر گئے۔ جو فرضی حقوق نان نفقہ بیماری دکھی میں خبرگیری کے ہیں وہ تو کا ہے کو ادا ہونے لگے تھے الٹی دھونس جماتے ہیں اگر خوشامد درآمد رضامندی کے ساتھ سسرال کی جنبہ یا پراسترا پھیریں تو وہ زیادہ ناگوار نہیں ہوتا غضب یہ ہے کہ جورو کو روٹھ کر کے دھمکیاں دے کے انکے ماں باپ کی ناستا کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ بیچارے گھر دولت کے اور دور کی اولاد کے حق پر پانی پھیر کے انکی ہوس پوری کریں۔ وہ غریب مرتے ہیں بھرتے ہیں ماں گون کرتے ہیں مگر لڑکی والے اپنی ظاہری بھرم نام اور خاندانی عزت کا بھرم باقی رکھتے ہیں انکے گھر میں خاک اڑتی ہے مگر نام بڑا ہوتا ہے۔ سب ہے جو وہ کبھی اس بلا میں پھنس کر موت مانگتے ہیں اور نہیں آتی۔ دلی سے ایک رسالہ عصمت نکلتا ہے اس میں قصے کے طور پر آنسوؤں کے واقعات چھپا کرتے ہیں میں نے یہ قصے اسی رسالہ

پرانی اور نئی جلدیں دیکھ کے نکالی ہیں ورنہ خدا نے اس بڑھاپے میں ایسا پینا ٹھکانے رکھا ہے کہ اور بھی تمہیں نکال کے گنوا سکتی ہوں مگر آج سب نئی تعلیم یافتہ بہو کے ہیں بیچارے جاہلوں کا کیا ذکر اُن کی جہالت ہر دو طرف کی سپر ہے۔

غرض یہ کہ ابھی مردوں کی اصلاح کا مرحلہ طے نہیں ہوا ہو مرزا صاحب تم نے عورتوں پر مہربانی شروع کی۔ مرزا پہلے اپنے بھائی بندوں کے چلن درست کرو تو پردے پر چوٹ کرو۔ غریب عورتیں جاہلوں سے الگ اپنے تئیں بچائیں پڑھے لکھے جاہلوں سے الگ نقصان اُٹھائیں گھر سے باہر قدم نکالنے پر آتا تو ہے کہ بولی ٹولیں توئیں۔ نہیں ہوتی۔ پردہ رہ جاتا ہے۔ باہر کی زبان کسوٹی سے بچ جاتی ہیں۔ بھوپال کی بیگم یا کابل کی ملکہ اختیار والی ہیں حاکم ہیں اُنھوں نے پردے کو سلام کیا تو اُنکی نبھ جائے گی۔ ہم لوگوں کی یوں نبھ نہیں سکتی پردے سے پاؤں باہر نکالتے ہی ہمیں خدا کی طرف جو حقوق ملے ہیں وہ سب چھن جائینگے۔ ہماری عصمت داری کے خلاف لفنگوں کو بہت آسانی کے ساتھ ثبوت ملیں گے شرعی قانون میں ہر ستے پھیر بدل کی ضرورت ہوگی۔

میں یہ نہیں کہتی کہ پردے کے بارے میں جو کچھ غیر شرعی خیال تمہارے دل میں ہے اُسے نکال ڈالو مگر ذرا اسپر غور کرو کہ تمہاری یہ کوشش ایسی حالتوں میں جنکا ذکر میں نے اوپر کیا ہم غریبوں کے حال کے مناسب ہے؟

یہ ملک ترکی نہیں ہے جہاں ایک دم سے سنیا بدل گئی۔ نہ کابل ہے جہاں کی عورتیں کہتا چاہیں تو کہہ سکتی ہیں کہ ہم بڑے بڑے مردوں کو سبق پڑھا دینگے۔ نہ مصر ہے جہاں اچھی طرح تعلیم پھیل گئی ہے نہ عراق ہے جہاں اب سے دس بارہ برس پہلے ایک عورت حرم میں جانے کے وقت نمازیوں کی جماعت کو با منظر کہ کے سرمجدے سے نہ اُٹھانے پر مجبور کر دیتی تھی نمازی بیچارے سجدے میں پڑے رہتے تھے اور وہ آنکھیں چاند کی جامہ دو مدینے انگلیاں ...

وہ رخصت میں چلی جاتی تھی کیا مجال جو کوئی ہوں سے توں کرے۔ یہ ہے ہندوستان برسوں میں کہیں اس قابل ہو گا کہ اس راہ پر جاسن چین سے چل سکے جسپر تم اُسے چلانا چاہتے ہو۔ نقاب اور برقع ابھی نہ اُٹھواؤ غیر شرعی حیثیت سے پردہ پر حملہ کرنے کا نتیجہ بہت خراب ہوگا۔

ہے جیب ہی تنگ آمد جیب تنگ ہے پاس آبرو
دھل گیا پانی جہاں آنکھوں کا پھر کیا رہ گیا

چاند کا منہ چڑھانے کی کوشش

بارہ دولی کے صاحب عزم و استقلال سورماؤں نے بات پر اڑ کے قدم گڑو گئے حکومت کے اختیار میں حدود حکمی کا علاج زجر کچرا اور پیٹ کے سوا کچھ تھا نہ آج ہے تو ان اوکھلی میں سر دینے والوں نے دھکے کا ڈر پہلے ہی دل سے نکال رکھا ہے۔ بقول بو جھے بجھ وہ ڈرتا تو گرتا کیوں ہے جو بندی پاؤں ہی نہ رکھے گی۔

ایک تو ڈھی تھی اُسے بی بی نے ناحق بیچاری سے اور کچھ نہ بنا تو بارہ بجے اندھیری رات کو تاریک کوٹھری میں جا کھڑی ہوئی اور لگی گھورنے۔

علی ہذا القیاس ایک چور چوری کو نکلا آپ جانتے چوری اور چھنارے کو جانے سے باپ دادے کا بیر ہے چور کی گھات چاندنی میں نہ لگی تو جھلایا اور سوہٹ بگاڑ کے چاند کا منہ چڑھانے لگا۔ ای ای ای ای سی ای ڈپٹی کلکٹر صاحب سورت کی ہے۔

ماتمی جنتری
بالتصویر

مذہب امامیہ کا جنتری کی ہو تا با جنتری سر حسین مصطفٰے علمائے کرام مد ظلہم العالی کے ۱۰ فوٹو بلاک بر اور حضرت علمائے کرام مدظلہ العالی کے پُر زور مضامین عزاداری کے متعلق موجود ہیں تمام ضروری اعمال تمام ہندوستان کی شیعہ کمیونٹی کی مفصل فہرست موجود ہے سفر و تبرو نجات کی مجالس کا اعلان۔ سائز [illegible] کاغذ سفید کھائی چھپائی دلکش عمدہ مجم ۱۰۰ صفحہ ۱۰ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے۔

سید ناصر حسین رضوی ماتمی جنتری حاصل کر لیجئے دریا الدولہ لکھنؤ

لاتی خود خدمت سے ہاتھ اٹھائے بیٹھے ہیں۔ جب وہ اپنی ڈیوٹی پر نہ آئے تو آپ نے یوں اندھیرے میں گھورا۔ چاند کا منہ چڑھا کر دکھیو بھی وجہ ظاہر کرو کہ گورنمنٹ کے ساتھ نا مناسب اور بیہودہ رویہ اختیار کرنے کی پاداش میں کیوں نہ برخاست کیے جاؤ اگر مقررہ وقت پہ نہ آئے تو تمہارے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ وہ جیسی چٹی کھا گئی

راقم

ای۔ ای۔ ای۔ ای۔

علیگڑھ پنچ

بار ہا عرض کیا کہ غریب کے معنی نہیں زیرک دانا اور خوبصورت کے ہیں جنسی دل لگی کے معنوں میں ظرافت ایک اصطلاح ہے یہ اصطلاح خدا جانے کب اور کس کمبخت میں آگئی لیکن لغوی اور اصطلاحی معانی اسی طرح ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں کہ جنسی دل لگی اور مزاح میں دانائی اپنی جھلک دکھاتی رہے یہ نہیں کہ جہاں بیٹھے عقل ناک بھوں چڑھائیں۔ اہل عقل کی ہنسی سے خدا بچائے۔ انکے ہونٹ ہمیشہ خوانخواہ بھنچے ہیں۔ اس بیچارے کا منہ کھلا اور جھلی کو نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ ہنسنا مشکل ہے ہم کہتے ہیں ہنسنا مشکل ہے کوئی دیوانی دیوانی باتیں کرے گالیاں بکے۔ مثلاً ترک کے بچے۔ منہ چڑھائے چہرہ پر کالک ملے تو دیکھنے والے ہنسنے لگیں گے مگر ایسے ہنسانے والے کا وقار کیا ہوگا؟ کچھ نہیں۔ ممکن ہے کہ کھلنڈرے نوعمر میروں سے الگ ذرا وہ ہو۔ دوسرا مسلح کوئی بیہودہ احمق نے یا حماقت کا خریدار ہو جائے۔

یہ عمل خود اس بات کی دلیل ہے کہ حماقت کی بات پر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے پس جو کوئی ہنسانا چاہے تھوڑی دیر کے لیے احمق بن جائے نہ یہ کہ جب ہنستا ہے تو عقلاً اسکی ہنسی کی تقلید کرتے ہیں اور شفا کے واسطے بھی ہنسی پھانسی کا پھندا بن جاتی ہے۔ یہی ہنسی دانائی سے محبت اور حماقت سے نفرت پیدا کرتی ہے۔ رہنمائی کے



لیبر کانفرنس کا بازیگر: ڈھوں ڈھوں! ڈھوں!!! ڈھوں!!! بڑے بڑے کھیل۔ بڑے بڑے تماشے۔ ہاں کھلاڑیوں سے خوش کرو ہندوستانیوں کو دیکھو صاحبو، جادو کے کھیل (ڈھوں ڈھوں ڈھوں!!) یہ تین گولے ہیں۔ تین مہینے کے اندر (ڈھوں ڈھوں) یہ تینوں پھٹیں گے اور ان میں سے دھواں نکلے گا جس کی آنکھوں میں (ڈھوں ڈھوں) یہ دھواں لگے گا بس وہ (ڈھوں ڈھوں) نو آبادیوں کی طرح کامن ویلتھ میں ہمارا برابر کا شریک ہوگا (ڈھوں ڈھوں) بے عقل کی آنکھیں بند کرو عقل کی آنکھیں کھولو تو سہی۔ ڈھوں ڈھوں ڈھوں»

واقعوں میں ظرافت سے زیادہ کوئی اور عنوان مفید موثر اور دلچسپ نہیں ہے۔ مگر یہ بہت مشکل مشکل ہوتا تھا پنجاب کے لکھنے میں کم سے کم وہ جن ظرافت ضرور تر جو ہر قسم کی ادبی خوبی کے ساتھ حاضر جوابی اور علم و حکمت کے جوہر دکھاتے۔ بہشت اور دنیا کو ہنسی ہنسی میں حماقت سے مذہب کراتے۔ بد مذاقی دور ہوتی جوہر شناسی کی استعداد بڑھتی۔ ظرافت رنگین یا تھوڑے کے لوگوں سے کہنا کہ یہیں ظرافت ہے۔ خدا کرے تمہارا ٹہا جیے جنس ادب اور ظرافت میں امتیاز ہوتا۔

بالفعل علیگڑھ سے ایک نئے ظریف نے قدم باہر نکالا ہے یہ بارہ صفحہ کا پرچہ ہے ۱۸×۲۲ تقطیع ہے مہینے میں دو مرتبہ شائع ہوگا۔ سالانہ ڈیڑھ روپیہ قیمت ہے جلال صابری صاحب اسکے ایڈیٹر ہیں۔ پہلا پرچہ ہم نے دیکھا اس بات کی خوشی ہوئی کہ یو پی میں ایک رفیق ہمارا پیدا ہو گیا مگر دعا ہے کہ اسے خوش مذاق نامہ نگار ملجائیں۔ ایڈیٹر صاحب نے ہمیں ریویو کرنے کی اجازت تو دی ہے لیکن دو ایک نمبروں کے بعد ہم کوئی مشورہ دینگے۔ ہاں اُن کی دوسری فرمائش کہ اشتہار شائع کر دو پوری کیجاتی ہے

زندہ دلان یوپی کا ایک پندرہ روزہ اخبار

علیگڑھ پنچ

پنجابی رنگ میں تمام ظریفوں کا بار آدم۔ سچائی اور آزادی کا دلدادہ منادی۔ پاجی اور بھنگار اور سیاہ کاروں کے لیے ننگی تلوار۔ رئیسوں کا جلیس۔ غریبوں کا مصاحب۔ تنہائی میں ہنسانے والا۔ مردہ دلوں کو گدگدانے والا۔ تفریح و تمسخر کے پردہ میں ایک شفیق مصلح کار کو نہیں کوئی اگر خبر ہے اور ظرافت کی ۱۵ جولائی کو پہلا نمبر شائع ہو چکا ہے تمام ملک میں دھوم ہو رہی ہے آپ بھی فوراً خریدار ہو جائیے۔ قیمت سالانہ کچھ نہیں صرف ۱ع مع محصول نمونہ مفت ختم نہیں ہو سکتا اور کے ٹکٹ بھیجیے اور حقیقی مسرت حاصل کیجیے۔

منیجر علیگڑھ پنچ بنی اسرائیل اسٹریٹ علیگڑھ

ملکی اخبار

ہر حال شغل

زندہ دلان ایران میں حکایت مشہور ہے کہ کسی طرح استاد کے پاس ایک پدر بزرگوار اپنے صاحبزادے کو اس لیے لائے کہ وہ گانے بجانے ناچنے تھرکنے کا فن سیکھے۔ لڑکا تھا تو سریلا بھیجا اور اس فن کو عیب سے پاک اور سے کا ہنر ہے بیٹے تو استاد نے لڑکے کو زبانی فرمائش کی کہ ذرا دوبہ سیکھو یاد کن وہ تو ترا جھ کی پرم کہ نقد یا رگیری ورود گار خود تطع بکسبت و افلاس بسر بری۔ مگر فرمائش کارگر نہوئی آخر معتقد نے صاحبزادے کے والد سے کہا کہ اسے چند روز روضہ خوانوں کی صحبت میں رکھو آنکھوں کا پانی ڈھل جائیگا بے شرمی اور حیا کی دیوار گر جائے گی۔ والد بزرگوار نے مجبوراً صاحبزادے کو روضہ خوانوں کے سپرد کیا مہینہ بھر میں صاحبزادے اچھے خاصے منھ پھٹ زبان دراز دیدہ دلیر ڈھیٹ ہو گئے کیسی شرم کہاں کی حیا۔ کسی بات میں بند نہیں گویا پورا چل گیا۔ اب جو معلم کے پاس تشریف لائے تو گلے اُستاد تھیوں پر نچانے غریب مطرب نے انکے پدر بزرگوار سے کہا کہ صاحبزادہ فن بے حیائی میں طاق ہو گیا ہے اتنی بیحیائی ضرورت سے زیادہ ہے اب یہ مخنثی اور مطرب نہیں بن سکتا اسے کسی درگاہ کا مجاور بنا دو ہمارے شہر میں بھی ایک قومی ادارہ اسی قسم کا ہے پہلے بیچارہ شرمیلا جھیپو مونا جو منا کہتا تھا مشورہ استاد مطرب عارف روضہ خوانوں کے سپرد ہوا تھا مگر صحبت میں ہو گیا طول اب استاد مطرب اسے حدوں سے گزرا ہوا سمجھتا ہے لہذا کوئی شک نہیں کہ اس غریب کی قسمت میں درگاہ ہی کی مجاورت لکھی ہوئی ہے۔

گل نہیں حسرت تو ہے۔ (ایک مشورہ)

مسلمانوں کے یہاں شادی بیاہ میں چھوارے اور قند کے کوزے بٹتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے بجز اس کے خوش زبان تھوڑی دیر کے واسطے میٹھی ہو جاتی ہے مارالطف دولھا دلھن کی قسمت کو ہے برائی ہی راست۔ الم خیال میں عروس کدہ کی تصویر کھینچتے اور دل سوز کے منھ دیتے میں جو بے نزی گھڑی بے انصافی ہے یہی تو یہ رسم اپنے آپ کرو شمن بچلانے نکل کے ہاتھوں کو سہاگ پڑے کی خوشبو سنگھاتے اور بیرام بوسوں کے شکر بارے تقسیم کرے چھوڑے کوئی اپنی نعمت نہیں ہیں۔ ہندوستان میں شادی بیاہ کے موقع پر اب بھی سمدھنوں کو گالیاں دی جاتی ہیں بقول حافظ

نہ آئینہ باگل نہ علاج دل وحشت
بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند

کڑوی کڑوی گالیوں کے گل اور میٹھی میٹھی چیزوں بوسوں کی ڈلیاں مل کے وہ لطف گلقند تیار ہوگا کہ واہ جی! آخر بوسہ تو دلے بھی تو تہذیب تعلیم یافتہ ہیں تہذیب تمہارا یورپ کا حصہ ہے ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعت اپنی اصلاح نفس کے لیے ہمیشہ یورپ کے رسم و رواج کی طرف رجوع کرتی ہے۔ یاد رہے پردہ دروازے کھولے بیچ کھیت اٹھے کا گھر اتحاد اصلاح معاشرت کی فہرست میں یہ کار ثواب بھی لکھ لو گیا سعی کر تہذیب مہذب بننے کا ارادہ تو نہیں رکھتے۔ تو تم انہیں کے تہذیب کی پوری میں ڈھالی چھونا چاہتے ہو۔ تہذیب کی ایک چھالا تک ہماری خاطر سے سہی۔ کچھ نو گرو دستے براتیوں کے آزمودہ نسخے ہیں۔

دھرے گئے دل خانہ خراب کے بدلے

ایک شامت زدہ گروہ کا گروہ بطور ریاستی عمل فرزہ دلیرے ہوا اخبار روڈ لا خبار شاہ چیمسفورڈ کی بنیاد پر کچھ ایسے مضامین شائع کیے جنسے واضح ہوتا ہے کہ صدمہ رسیدہ اور ہلاک شدہ آدمیوں کی تعداد سے زیادہ مگر کم ظاہر کی گئی اس پر طرہ یہ کہ جو سکتے تھے انھیں دلیرے حکام نے زبردستی زندگی کے بار سے سبکدوش کر دیا اور سے بار مرض کو روشن کے دم گھٹ واقعات کچھ ایسے درد انگیز پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ سننے والے کے تن بدن میں سنسنی ہونے لگے۔ اسپر یہاں سے لندن تک ایک شور محشر برپا ہو گیا۔ اب وزیر ہند اور شہر کلکتے کمپنی کی طرف سے ایک دعوے کلکتہ ہائیکورٹ میں [illegible] ڈیفیمیشن کمپنی پر دائر کیا گیا

اور خفیہ پولیس نے بھی تفتیش کی خوردبین ہاتھ میں اٹھائی ہے۔ اصلیت کا حال تو قابل اعتماد گواہوں کے بیان سے کھلے گا مگر سردست ہم رکھ کر کے سوچتے ہیں کہ آخر خفیہ پولیس کیا کرے گی۔ انصاف؟ واہ! وہ تو اپنی رپورٹ چپکے سے حکام کے پاس بھیج دے گی۔ پولیس کے نزدیک الزام صحیح ہوا تو حکومت اُسے افشا نہ کرے گی جو فارورڈ اور اُسکے نامہ نگار انصاف کا فائدہ اٹھائیں وہ ہوگا صاحب کی پتلون کی جیب میں غریب اخبار جسکا فرض پبلک کی شکایتوں کا اعلان ہے بیانوں کی ذری سی گڑبڑ میں مارا پڑے گا۔ یہ موقع ہے پولیس کی ایمانداری اور تنخواہ کے حلال ثابت کرنے کا۔ ذری دُنیا بھی دیکھے کہ ہمارے مال و جان کے محافظ ہمارے خیرخواہ بھی ہیں یا نہیں۔ انھوں نے عالم ارواح میں گر کر ماہ پالی جو بے زبان مُردوں کی بھری کمیپ حقیقت و واقعیت کا سراغ لگا یا لاشوں کا کہیں نشان نہیں ہے وہ تو خدا جانے کہاں خاموش خراٹے لے رہی ہوں گی۔

خفیہ پولیس کے سرکاری فرائض اور پبلک خدمات دو جداگانہ امر نہیں ہیں اور اگر ہیں تو غلطی پھر ایسی پولیس میں اور اس چور میں کیا فرق ہے جس نے گھبرائے ہوئے صاحب خانہ کے ساتھ ہی غل مچانا شروع کیا "چور ہے چور ہے دوڑو دوڑو" محلے والے آئے چور کو بھی صاحب خانہ کا عزیز سمجھ کے اُدھر متوجہ ہوئے چور صاحب موقع پا کے چل دیے صاحب خانہ کے منہ سے اتنا بھی نہ نکلا کہ "یہی چور ہے"

نائب وزیر ہند صاحب کے اس قول سے کہ پنجاب کے واقعات زور تو نہیں پڑھے مگر یقین ہے کہ وہ بے بنیاد ہو چکے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ خفیہ پولیس کی رپورٹ مکمل ہو گئی "چور ہے چور ہے دوڑو دوڑو"

یار فارورڈ۔ اب تو دھر لیے گئے پھر تم بھی دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دکھاؤ۔ ابھی استقلال و جرأت کے باطل کے پاؤں مضبوط کر دیتا ہے تم تو اپنے نزدیک سچے ہو۔ تمھیں زیادہ مستقل رہنا چاہیے۔

زخمیوں اور ہلاک شدہ آدمیوں کی تعداد مخفی رکھنے کا غلط اکثر اظہار رہتا ہے۔ بھیلی والی مسجد کانپور جلیانوالہ باغ مدراس اور بمبئی کے ہڑتالوں کے واقعات میں بھی لوگوں کو یہی شکایت تھی۔

مقدمہ کے نتائج کا انتظار ہے۔ مگر شہری اکھڑ گئی۔

شیخ سے میر ہوئے میر سے دلگیر ہوئے
آخرش کچھ نہ ہوئے ماتم شبیر ہوئے

پرانا شاہی زمانے کا مشہور شعر ہے مگر اسکا مصداق ابھی تک کہاں؟ یہیں لکھنؤ میں! کون؟ جی وہی چراگاہ اشعراں جسے عرف عام میں شیعہ کالج کہتے ہیں۔ بجا ہے بڑی ضرورت ہے ایک درسگاہ کی جہاں دینی تربیت کا مجمع ہو اور دنیوی تعلیم میں اہلی درجہ کی ڈم لاؤ لاؤ چندہ دو لاؤ بس دیر نہ کرو دیکھو بچے اور کی گودوں میں پلے جاتے ہیں کہ ہم تو اب لارڈ منٹو کا رونا پیٹیں گے۔ نہ جانیں غلطی کچھ جتنے پڑتی ہیں۔ بہت جبر کیجیے۔ دینے۔ مگر ایک معمولی انٹرمیڈیٹ کالج کھلا اور نشان باقاں کے دونوں کے دنیا دیں چلا گیا۔ تعلیم کا نتیجہ دیکھیے تو لاحول ولا قوۃ ذہنیا کا صدقہ باسی ساگ۔ نہ وہ بینے والے جو ول۔ قومی بیداری کا فقروں، ترشہ، لعنت ملامت کے ورد پر ووٹ پاس۔ اور بھی باقول بوالفضول کے تو سو گئے میرے ذمہ پڑے۔ جلا دینا سے تو کس کا بھلا ہے۔ خیر شیخ سے میر، میر سے دلگیر، پھر مرثیے سے بخشی اور بخشی سے دروشا تو ہو چکیے اب دل لگی سنیے کہ ہمدم میں ایک صاحب فرماتے ہیں خلاصہ حال کا طرز تعلیم مغربی نہیں ہے مغربی امام کا قول کو ادب مذاق پیدا کر دو۔ ہیں نہ مقصود نہیں بلکہ عوام ابھی ہے زمانہ قسمت کی خوبی موجود ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کالج میں پڑھانا منظور صرف علوم شرقیہ کا ہے اور انگریزی تعلیم صرف بہت زبان کی صورت میں رہے اور اسی مشرقی کو ترقی دے کر یونیورسٹی بنا دیا جائے۔

یعنی وہ مضمون لکھنے والے صاحب کی تجویز ہو وہ فضل کی بڑے کھود نکالی ہے کہ دل خوش خوش کر گیا۔ گو جلد دوام ہے یعنی یہ کر دیجیے کالج کو حکومت وقت سے کوئی مستقل امداد نہیں مل سکتی۔ مدرسہ سلطانیہ بجائے خود کمل ہے۔ سنی اور تمام غیر ضروری دخل ہے پس کیوں نہ علوم شرقیہ کی پیٹھگاہ کو یہی ترمیم کے سپرد کیجائے۔ ورنہ یادی نہیں تو آخری ثبوت ہے اسی تحریک کو اعلائی سیاست تجارت صنعت حرفت قانون جیالوجی، انجینیری یا ڈاکٹری تو ہے برائے نام صحیح تر یہ ہے کہ اوقیانوسی تعلیم کی جان ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں ہوتی۔

راقم — مخبر

نوٹ

چغتائی صاحب۔ بیکار ریحانی بوالفضولی سے بگڑ بیٹھے وہ تو مردوں اور عورتوں کو بلا ضرورت شرعی مردوں سے اختلاط پسند نہیں کرتیں اور دُنیا میں کوئی با شرع اسے پسند نہیں کر سکتا۔ پھر جب یہ نہ ہوا تو بیاہ کے گھر میں بیٹھ کے دل خوش کو جھولا ڈالا بال ڈھاؤ یں یا برقع میں آگ لگاؤ یں کوئی نقصان نہیں۔ بال کترانے والی حدیث شریف صحیح مسلم میں موجود ہے اور حضرت ام المومنین سے ازواج نے مقدار آب غسل کے سلسلے میں نقل کی ہے مگر شارح کہتے ہیں کہ یہ حالت ہوگی جو وفات حبیب کے بعد آرائش ترک کر دی تھی۔ رسول کی زندگی میں اگر بی بیوں نے بال نہیں کتروائے بدنصیبین کا یہ خیال کہ کانوں تک بال ترشوانے سے مطلب کنپٹی کی لٹ کی نوکیں تو کٹ جھٹوانا ہے جسے تو نس عید ملیں کے خیال سے ادا کیا ہے۔ اگر انھیں چغتائی صاحب کا مشورہ پسند ہوا تو سر اشارہ قیلہ کی کوئی ہنسی اور ان لوگ کو تعجب نہیں بالوں پر برتن یا وہی تیل گھی کی تکلیف ہوگی نہانے دھونے میں آسانی ہوگی زیادہ سنوارنے اور کنگھی چوٹی میں وقت عزیز ضائع کرنے سے محفوظ رہیں گی۔ پردے کا حکم قرآن میں اتنا صاف ہے کہ اس سے انکار ہو ہی نہیں سکتا بدنصیب مولوی فاضلہ زینت ابدا عشق امیرو زنانہ مخشیان کی شرح کہنے والی ہیں چغتائی صاحب اگر پنچ سے مخاطب ہوتے تو اچھا تھا مولانا پنچ کا خیال بالکل صحیح ہے کہ اگر یہ بیہودہ تحریک رنگ خیر شادی کے بعد ہوگی میری ایسی مت چھٹے تو وہاں پیدا ہو جائینگے جو ماہ جبین عورتوں کو لیے دوڑے ڈولینگے۔ اور اس بیہودہ نئی کی زمہ داری بھی کتابیں ہوگی

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھ

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی ہوئی جو سینے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے سدہا راگون کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گیت سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاحت کے ساتھ کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا وہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ